سوال

(93) نماز میں امام کے پیچھے توجہ اور استعاذہ کی قرأۃ بھی جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز میں امام کے پیچھے توجہ اور استعاذہ کی قرأۃ بھی جائز ہے۔ یا صرف فاتحہ خاص ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

جس قدر بھی احادیث مقتدیوں کے امام کے پیچھے قرأۃ سے ممانعت کی وارد ہوئی ہیں، وہ نفس قرآن کی قرأۃ سے خاص ہیں۔ جیسا کہ عبادہ بن صامت کی روایت کے الفاظ ہیں۔ انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القراٰن فانہ لا صلٰوۃ لمن یقراء بھا اخرجہ ابو داؤد والترمذی واحمد والبخاری فی جزء القرأۃ وصححہ۔ وصححہ ایضاً ابن حبان والحاکم والبیھقی وفی لفظ فلا تقرؤا بشئ اذا جھت بہ الا بام القراٰن اخرجہ ابو داؤد والنسائی والدار قطنی وقال رجالہ کلھم ثقات وفی لفظ لعلکم تقرؤن والامام یقرأ قالوا انا لنفعل ذالک قال لا الا ان یقرأ احدکم بفاتحۃ الکتاب اخرجہ من تقدم ذکرہ۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں اس کی تمام تر سندیں حسن ہیں اور ابو ہریرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ حین سمعوا ذالک اخرجہ فی الموطا والنسائی وابی داؤد والترمذی وحسنہ دار قطنی میں ان الفاظ سے ہے۔ واذا جھرت بقرأتی فلا یقرأ معی احد اور جیسی دیگر رویات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ منہی عنہ امام کی قرأۃ کے وقت نفس قرآن کریم ہے۔ اور یہ نہی قرأۃ توجہ اور استفادہ کو مشتمل نہیں ہے چنانچہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ توجہ اور استعاذہ کی قرأۃ کے بارے میں جمہور سلف وخلف بلکہ کسی صحابی، تابعی اور تبع تابعی سے عدم جواز منقول نہیں ہے اسی طرح کسی صاحب مذہب اور اہل علم سے بھی منقول نہیں ہے۔ مگر ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے توجہ اور استعاذہ کی قرأۃ سے باز رہنا چاہیے چونکہ اس میں ران کے بعض حصے ہیں اور نبی علیہ السلام نے ام القراٰن کے علاوہ امام کے پیچھے قرآن کریم کی قرأۃ سے منع فرمایا ہے۔ علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ الربانی فرماتے ہیں کہ یہ قول ابن حزم کا فاسد ہے چونکہ اگر ان قول سے مراد ہر توجہ ہے جس آپ جانتے ہیں اکثر توجہ قرآن نہیں ہے اور اگر اس سے مراد صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔ جس میں انی وجھت وجھی للذی الخ وارد ہے تو صرف یہ توجہ محل نزاع نہیں ہے۔ دیگر متعدد توجہات ہیں۔ جن میں قرآن کریم نذہیں ہے۔ چنانچہ ان کے قاری کو اس قول سے عغذا حاصل ہو جاتا ہے۔ اور مانعین قرأۃ توجہ یہ اعتراض کریں کہ آیت واذا قرئ القرآن الخ اور حدیث انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا اخرجہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ واخرجہ ایضاً احمد ورجال اسنادہ ثقاۃ عموم کا فائدہ اور یہ اعتراض کہ واذا قرأ فانصتو زیادتی صرف ابو خالد احمر سے ہے۔ اس لیے مرفوع ہے۔ کہ ابو خالد ثقات اثبات میں سے ہے۔ بخاری مسلم نے اسے قابل حجت قرار دیا ہے اس صورت میں اس اس کا تفرد بھی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور پھر وہ اکیلا ہی اس زیادتی کے ساتھ متفرد نہیں ہے بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری شہلی مدنی بھی اس زیادتی میں اس کا تابع ہے۔ ابو سعید کے طریق سے اس زیادتی کو امام نسائی نے نکالا ہے۔ نیز اسی زیادتی کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے بیان کیا ہے میں کہتا ہوں یہ دونوں عموم جو آیت قرآن اور حدیث رسول میں ہیں یہ مخصوص ہیں ایسے فعل سے جسے شریعت مقتدی کے لیے نماز میں مشروع قرار دیا ہے اور انہیں سے فاتحۃ الکتاب بھی ہے اور اس کی تخصیص کی تائید میں احادیث ہیں۔ جن میں قرآن کی قرأت

خلف امام کی نہیں۔ بتصریح وارد ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 3 ص 226-228